مدینۃ المسیح

آج منگل اخبار کی آخری کاپی مطبع میں جا رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر سیالکوٹ کے متعلق آخری خبر یہ ملی ہے کہ ۱۱۔ اپریل (اتوار) کو حضور کا جو دوسرا لکچر ہوا وہ نہایت مؤثر اور شاندار تھا۔ ۱۲۔ اپریل مستورات میں دو گھنٹے حضور کی تقریر ہوئی۔ پھر آپ سیالکوٹ سے روانہ ہو کر لاہور ۲ بجے پہنچے۔ ۱۴۔ اپریل امرتسر اور ۴ بجے اس لکچر کا وقت ہے۔ جس کا اعلان پہلے ہو چکا ہے۔ اور ۱۵۔ اپریل قادیان دارالامان میں تشریف آوری کی توقع ہے۔ ٭

حضرت خلیفۃ المسیح سیالکوٹ میں

۹۔ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء بروز جمعہ بیرونجات کے اکثر اصحاب سیالکوٹ آ گئے۔ اور ان کے علاوہ قادیان۔ لاہور۔ فیروزپور۔ سرہند۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم وغیرہ مقامات سے بھی بہت سے احباب تشریف لے آئے۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد احمدیہ میں پڑھا۔ جہاں عورتوں کے بیٹھنے کے لئے بھی برعایت پردہ انتظام تھا۔ اگرچہ خدا کے فضل سے سیالکوٹ کی احمدیہ مسجد بہت وسیع اور عالی شان ہے۔ اور اس کے ساتھ شمال اور جنوب کی طرف کافی جگہ موجود ہے۔ لیکن احباب کی اتنی کثرت تھی کہ مسجد اور اس کے ساتھ کے احاطہ میں سما نہ سکے۔ اور مکانوں کے اوپر بٹھا دئے گئے ٭

خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اسی عمل کا بدلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جو محض اس کے لئے کیا جائے۔ اور جو فعل کسی مجبوری یا دباؤ سے کیا جاوے۔ وہ ہرگز اس قابل نہیں ہوتا کہ اس پر کسی اجر کے ملنے کی امید رکھی جائے۔ اس کے بعد اس امر کی تشریح کی۔ کہ بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ دل سے خدا کے لئے کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں بھی مجبوری کا دخل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر احمدیت قبول کرتا ہے۔ اس کو نماز پڑھتے اور اچھے کام کرتے ہوئے خیال ہوتا ہے۔ کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا۔ تو میرے رشتہ دار کہیں گے کہ ہمیں چھوڑ کر تم کو کیا حاصل ہو گیا اور تم نے کونسی تبدیلی پیدا کر لی۔ اسی طرح ایک احمدی اگر دوسرے

محبت اور پیار رکھتا ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم آپس میں مل کر نہ رہے۔ تو دشمن ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔ یہی حال اور باتوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ تو گویا اس کے اعمال میں ایک قسم کی مجبوری پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ ان پر قائم رہے۔ اور حالات کے بدلنے کے ساتھ ان میں سستی اور کوتاہی نہ کرے۔ تب معلوم ہوگا کہ اس کے اعمال خدا کے لئے تھے ٭

اس کے بعد حضور نے علاقہ سیالکوٹ کے احمدیوں کو خاص طور پر مخاطب کرکے فرمایا۔ آج میں اس علاقہ میں کھڑا ہوں۔ جہاں خدا کے فضل سے اور علاقوں کی نسبت احمدیت کی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ اور اس علاقہ میں کئی گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں یا تو سب کے سب احمدی ہیں۔ یا اکثر حصہ احمدی ہے۔ اور مخالفین بہت کم رہ گئے ہیں۔ اس لئے اس علاقہ کے لوگوں کو بہ نسبت پہلے کے آرام ہو گیا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ ان میں سستی پیدا ہو رہی ہے۔ جو قابل افسوس ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ خدا نے جو ان پر یہ فضل کیا ہے کہ اور علاقوں سے پہلے انہیں آرام دیدیا ہے۔ اس کے شکریہ میں پہلے کی نسبت بھی زیادہ اعمال میں بڑھ جائیں۔ تاکہ یہ ثابت ہو۔ کہ وہ جو کچھ کرتے تھے۔ خدا کے لئے کرتے تھے۔ نہ کہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ڈر اور خوف کی وجہ سے۔

اس کے بعد حضور نے اتفاق و اتحاد محبت پیار اور کمزور بھائی کے نقائص کو دیکھ کر اس کی امداد کرنے کے متعلق نہایت موثر اور دل نشین الفاظ میں ہدایت فرمائی۔ یہ خطبہ جمعہ مفصل انشاء اللہ بعد میں شائع کیا جائیگا

نماز جمعہ کے بعد ایک انتظام کے ماتحت ایک ایک آدمی نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔ اور مصافحہ کے بعد مردوں نے بیعت کی۔ جنہیں سے ۵۳ نئے بیعت کرنیوالوں کے نام نوٹ کئے جا سکے۔ اور پھر عورتوں کی بیعت ہوئی جنمیں سے ۳۱ نو احمدی تھیں ٭

۱۰-اپریل ۱۹۲۰ء

صبح آٹھ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں جماعت سیالکوٹ نے احمدیہ ہال کے لئے جگہ تجویز کی ہے تاکہ احمدیہ ہال کی بنیاد رکھیں حضرت خلیفۃ المسیح کے تشریف لانے سے قبل سیالکوٹ اور بیرونجات کے احباب وہاں پہونچ چکے تھے۔ حضور نے سنگ بنیاد رکھنے سے قبل چند منٹ ایک مختصر مگر نہایت موثر تقریر فرمائی۔ جسمیں ہال کی بنیاد رکھنے کے متعلق خلوص قلب اور خشیت اللہ کو مدنظر رکھ کر دعا کرنے کا ارشاد فرمایا اس تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجوزہ جگہ کی مغربی سمت پر آئے۔ اور چونا کانڈی میں لیکر دعا کرنے کے بعد ڈالا۔ اور تین اینٹیں اپنے ہاتھ سے رکھیں۔ اس کے بعد دیر تک دعا کی گئی۔ اور پھر واپس تشریف لے آئے ٭

حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا لیکچر

احباب سیالکوٹ نے جلسہ گاہ بہت عمدگی کے ساتھ آراستہ کی تھی۔ سامنے کی طرف خوبصورت دروازہ بنایا گیا تھا۔ جسے رنگین کاغذوں سے سجایا گیا تھا۔ اور سامعین کے بیٹھنے کے گیلریاں بنائی گئی تھیں۔ اور شامیانہ تھا لیکن تیز اور تند ہوا کی وجہ سے جو سارا دن چلتی رہی۔ لیکچر گاہ کی اصل شان قائم نہ رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پانچ بجے کے قریب تشریف لائے۔ حضور کے جانے پر منشی محمد عبدالغنی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ نے مکرم جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب کو جلسہ کا پریزیڈنٹ منتخب کرنے کی تجویز پیش کی جو منظور ہوئی۔ اسکے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم پڑہی۔ اور جناب چودہری صاحب نے مختصر سی تقریر میں حاضرین کو بتایا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اسوقت صداقت مسیح موعود پر تقریر فرمائینگے۔ اور درخواست کی کہ حاضرین توجہ اور خاموشی سے تقریر سنیں گے ٭

اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرماکر تقریر شروع کی۔ اور اس زمانہ کی قابل عبرت حالت پیش کی۔ جسمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ اور اس بات کا ثبوت دیتے ہوئے کہ اس زمانہ میں گذشتہ سب زمانوں سے زیادہ تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی تھی۔ فرمایا جب دنیا کی ایسی حالت تھی۔ تو ضروری تھا۔ کہ اسوقت دنیا کی اصلاح کے لئے ایسا ہی انسان آتا۔ جو نیکی اور تقوٰی میں سب سے بڑھا ہوا ہوتا۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے ہی انسان تھے۔ جن کا درجہ تمام انبیاء سے بڑا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ رسول کریم کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آپ کا انکار کرنا بھی سب سے بڑا جرم اور گناہ ہے۔ کیونکہ جتنی بڑی کوئی نعمت ہوتی ہے۔ اس کا انکار اور بیقدری کرنا اتنا ہی بڑا جرم ہوتا ہے پھر جب رسول کریم کا انکار سب سے بڑا جرم ہے۔ اور اس سے انسان بالکل خدا تعالےٰ سے کٹ جاتا اور اس سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس سے لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے نشان بھی دکھے ہونگے۔ کیونکہ جب رسول کریم کا انکار انسان کے لئے ہلاکت اور خدا تعالےٰ سے دوری کا باعث ہے تو ضروری ہے۔ کہ آپ کو پہچاننے کے لئے خدا تعالیٰ آپکو بڑے بڑے نشان بھی دیتا۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں کہ اسنے رسول کریم کی صداقت کے کیا ثبوت پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رسول کریم کے متعلق قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ افمن کان علےٰ بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ و من قبلہ کتٰب موسیٰ اماما و رحمۃ اولئک یومنون بہ و من یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک و لکن اکثر الناس لا یومنون۔ اس آیت کی تشریح فرماتے ہوئے حضور نے کہا کہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ آیندہ زمانہ میں خدا کی طرف سے ایک ایسا گواہ آئے گا۔ جو رسول کریم کی تصدیق میں گواہی دیگا ٭

اس کے بعد موجودہ زمانہ کی حالت کو پیش کرکے فرمایا کہ کیا یہ ایسا زمانہ نہیں ہے جسمیں رسول کریم کی صداقت کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اور سب سے بڑھکر کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا زمانہ ہے۔ تو پھر اس گواہ کو آنا چاہیئے۔ جس کی خبر خدا تعالےٰ نے اس آیت میں دی ہے۔ ایسے نازک وقت میں اگر خدا اسلام کی مدد نہ کرے۔ اور رسول کریم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شاہد کو نہ بھیجے۔ جس کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ تو پھر اور کونسا وقت آئے گا۔ یہی وہ وقت ہے۔ جبکہ شاہد کے آنے کی ضرورت ہے۔ یہی آج کے لیکچر کا موضوع بھی ہے

٭ یہ تقریر بوجہ گنجائش نہ ہونے کے اگلے اخبار میں انشاء اللہ چھپ جائیگی ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۵ - اپریل ۱۹۲۰ء

جناب مفتی صاحب امریکہ کے اخبارات میں

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ میں اشاعت اسلام کرنے میں فی الحال جن مشکلات کا سامنا ہے۔ ان کے متعلق ہم گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو توجہ دلا چکے ہیں کہ انہیں اس نہایت اہم معاملہ کے متعلق خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ گورنمنٹ کو ان مشکلات کے دور کرانے کی تحریک کرنی چاہیئے۔ جو امریکہ اشاعت اسلام کے راستہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر امریکہ نہ مانے۔ تو پھر امریکن عیسائی مشنریوں کو بھی ہندوستان میں مشن قائم کرنے سے روک دینا چاہیئے۔

جناب مفتی صاحب کی مشکلات اور رکاوٹوں کے دور کرنے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ اچھا ہی نتیجہ نکلیگا۔

اسوقت ہم امریکہ کے دو سربرآوردہ اخبارات کے وہ خیالات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو انہوں نے جناب مفتی صاحب کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔

(ایڈیٹر)

فلیڈلفیا (امریکہ) کا اخبار "پبلک لیجر" اپنے ۱۷ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"ایک مشرقی مذہب کو بغیر تلوار کی مدد کے پھیلانا ایک مشکل کام ہے۔ مگر موجودہ دنیا کی تہذیب چاہتی ہے کہ انسان بغیر تلوار کے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مفتی محمد صادق جو کہ احمدیہ جماعت کا ایک مبلغ ہے۔ بغیر کسی تلوار و تیر و تفنگ کے عیسائی امریکہ کو مسلمان امریکہ بنانے کے لئے آیا ہے۔ مفتی محمد صادق جو کہ ایک معمر اور اعلیٰ درجہ کی لیاقت کا انسان ہے۔ لورپول سے "ہیور فورڈ" جہاز میں سوار ہو کر گذشتہ ہفتہ فلیڈلفیا میں پہنچا۔ وہ انگلینڈ میں تین سال تک تبلیغ کا کام کرتا رہا۔

وہ کہتا ہے۔ کہ اس کے ہاتھ پر سو کے قریب عیسائی انگریزوں نے اسلام قبول کیا۔ جنہیں سلمان فلیتھ ایک لنڈن کا تاجر لارڈ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمد نبی کا شاگرد اور مرید قرار دیتا ہے۔ احمدی لوگوں کا اعتقاد ہے۔ کہ دنیا میں نبی بمطابق ضرورت آتے رہینگے۔ اور اس زمانہ میں احمد نبی آیا جس نے ہندوستان میں ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک بزد دعوی کی اشاعت کی۔

مفتی محمد صادق کے پاس بہت سے رسالجات چھپے ہوئے اپنے مذہب کے متعلق ہیں۔ اور تمام وہ سامان جو کہ ایک مبلغ کے لئے ضروری ہے۔ اس کے پاس مہیا ہے آج گلاسٹر ایمگریشن سٹیشن میں اس نے کہا۔ کہ میرا ارادہ ہے کہ میں نیو یارک میں اپنا کام شروع کر دوں۔ اور اس کو مرکز بنا کر دوسرے شہروں میں بھی اس کام کی توسیع کروں۔ میں کسی کو اس ملک میں نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی انسان مجھ سے واقف ہے۔ میں ایک مبلغ کی حیثیت میں آیا ہوں۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت اور مشن کی تبلیغ میرے مدنظر ہے۔ اس کے اوکھے لباس نے اس کی موثر گفتگو کی طرف بہت سے لوگوں کو متوجہ کر دیا ہے۔ اس نے اپنے مذہب کے اصولوں کا ایک خلاصہ تیار کیا ہے۔ جو یہ ہے:۔"

(اسکے آگے اسلامی عقائد کو درج کیا گیا ہے)

فلیڈلفیا کا دوسرا اخبار "پریس" لکھتا ہے:۔

"جیسا کہ امریکہ کے مختلف مذہبی فرقے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ ہر سال خرچ کرتے ہیں۔ اور دنیا کے دور دراز ملکوں اور خطرناک خطوں میں اپنے فلاسفر اور پادری مسیح کے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ تبت کے وحشت ناک جنگلوں میں۔ عرب اور ہندوستان کے گرم ریگستانوں میں اور افریقہ اور چین کے غیر آباد اور دشوار گذار راستوں میں پادریوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اسی طرح مفتی محمد صادق بے یار و مددگار ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے امریکہ میں اپنی مذہبی جنگ کو شروع کرنے کے لئے پہونچا ہے۔ اور اسکو امید ہے۔ کہ وہ امریکہ کے لوگوں کو ان اصولوں کی طرف کھینچ لاویگا۔ جو کہ احمد نبی نے جس کا کہ وہ مرید ہے۔ اس زمانہ میں دنیا کو سکھائے مفتی محمد صادق کے ارادوں میں اس بدسلوکی نے جو کہ امریکہ نے کیا۔ تزلزل نہیں پیدا کیا۔ اور وہ بے چین ہے کہ جلدی سے جلدی اپنے کام کو شروع کرے۔ اور امریکہ کے لوگوں کو اس امن پسند مذہب کے اصولوں کی طرف رہبری کرے۔ جو کہ احمد نبی اور مسیح نے اس زمانہ میں لوگوں کو سکھلائے۔ صادق جو کہ قادیان پنجاب کا باشندہ ہے۔ ایک فلاسفر ہے۔ اور ایک تجربہ کار اور بلند ہمت اور پختہ ارادے کا انسان ہے۔ نہایت ہی شائستہ اور مہذبانہ الفاظ میں جو کہ تعلیم یافتہ گروہ کا خاصہ ہے۔ اپنے مذہب کو اس نے "پریس" کے رپورٹر کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا میں نے تین سال تک مبلغ اسلام کی حیثیت سے لنڈن میں کام کیا ہے وہاں میں نے بہت سے لیکچر دئے۔ اور بہت سے لوگوں کو احمدی بنایا۔ احمد جو کہ اس سلسلہ کا بانی تھا ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۸۸۹ء میں اس نے اپنے کام کو شروع کیا۔ اور ۱۹۰۸ء میں جبکہ اس کے ماننے والوں کی تعداد ۲ لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی۔ فوت ہوا۔ احمد اسلام میں ایک پیغمبر اور رسول کا منصب رکھتا تھا۔ اور قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی کتاب یقین کرتا تھا۔ اور اس نے مسلمانوں میں بعض اصلاحیں کیں۔ اس کا دعوی تھا کہ خدا اس سے کلام کرتا۔ اور اس نے اس کو دنیا کی اصلاح کے لئے مسیح کا منصب دیکر مبعوث کیا ہے۔ اس نے بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جو کہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ان پیشگوئیوں اور ان کے علاوہ اور معجزات کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر ظاہر کئے اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا۔

میں ۱۸ سال اس کی صحبت میں رہا ہوں۔ اور میں نے بچشم خود بہت سی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا ہے

اس نے اس مہیب خطرناک جنگ اور زار روس کی قابل رحم اور ابتر حالت کی نسبت بھی ان واقعات کے وقوع سے دس سال پہلے پیشگوئی کی تھی۔ اور اس کو چھاپ کر دنیا میں شائع بھی کر دیا تھا۔ اس نے ہندوستان میں طاعون کے متعلق بھی پیشگوئی کی تھی۔ اور اور بہت سے اہم واقعات وغیرہ کے متعلق مختلف پیشگوئیاں کیں۔ جو کہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اس نے شکاگو کے ڈاکٹر ڈوئی سے مباہلہ بھی کیا تھا۔ اور دنیا کو بتایا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر ڈوئی ایک مفتری انسان ہے۔ اس لئے جلدی ہی ہلاک ہو جاویگا۔ چنانچہ امریکہ نے اس کی ہلاکت کو دیکھا"

احمدیت کی فتح

یہ فخر صرف احمدیوں ہی کو حاصل ہے کہ ان کا سلسلہ خدا کے ایک مامور کا سلسلہ ہے۔ اور وہ ایک امام کی ہدایت کے ماتحت چل کر ان برکات سے حصہ پا رہے ہیں۔ جو جماعت کے ساتھ مختص ہیں۔

آج کل دوسرے مدعیان اسلام کی حالت چونکہ ابتر ہو رہی ہے اس لئے وہ بھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ ہمارا کوئی امیر یا شیخ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ روزانہ وکیل لکھتا ہے:۔

"ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ ہم تمام ہندوستان کے لئے ایک شخص کو شیخ الہند بنا دیں اور ہر صوبے میں اس کے نائب اور ہر شہر میں اس کے نقیب متعین ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کے کل معاملات کی سربراہی شیخ الاسلام کے ہاتھ میں دیدی جائے منصب شیخ الاسلام کے قیام کے فوائد پر بحث کرنا محض بیسود ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ اس معاملہ میں کوئی عملی کارروائی کی جائے۔ دو باتوں پر پوری طرح لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(۱) تقرر میں تعجیل سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ جن بزرگوں کو اس منصب کا اہل سمجھا جائے۔ اور جو اس بار گراں کے اٹھانے پر آمادہ ہوں۔ ان کی قوت عمل کا معیار بر پوری طرح غور کر لیا جائے۔ اور کسی قسم کی فرقہ بندی وغیرہ کو دخل نہ دیا جائے۔ بلکہ ایسے شخص کا تقرر عمل میں آئے۔ جس سے عامۃ المسلمین یا سواد اعظم کو اطمینان ہو۔ نائبوں اور نقیبوں کا تقرر کلیتہً شیخ الاسلام کے ہاتھ میں ہو۔ اور اس میں کسی کمیٹی یا کونسل کو دخل نہ ہو۔

شخصیت کی حکومت رہیگی

(۳) ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ ہم نے جو کام کئے۔ انہیں یورپ کی تقلید میں خراب کیا۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ ہم نے یورپ کی تقلید میں ہر کام میں مجلس اور کمیٹی مقرر کی۔ حالانکہ کام ہر جگہ شخص واحد ہی کرتا ہے۔ اور اسی کے اشارے پر پارلیمینٹ اور کانگریس چلتی ہے۔ وہ پارلیمنٹ اور کانگریس کے اشارے پر نہیں چلتا۔ دنیا میں شخصیت کی حکومت ہمیشہ رہی اور ہمیشہ رہیگی۔ ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم نے اسلامی مسئلہ شوریٰ اور یورپ کے مسئلہ کثرت آراء کو خلط ملط کر دیا۔ امیر شوریٰ کسی رائے کا پابند نہیں ہے اور یورپ کے اصول کے موافق کثرت کا فیصلہ ناطق ہے مگر یورپ نے اس کا حل یہ کیا کہ کثرت رائے کو پہلے شخص واحد کے قبضہ میں کر لیا۔ پس نتیجہ وہی رہا۔ اس لئے شیخ الاسلام کے لئے کسی مجلس کی رائے کا تابع ہونا نہ صرف غیر ضروری بلکہ مضر ہوگا۔ شیخ الاسلام کو اپنی رائے میں آزاد اور خود اپنے کام کا ذمہ وار ہونا چاہیئے۔ مشورت اس کے لئے ایک امر اختیاری ہو۔ لازمی نہ ہو"

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ آخر ہمارے مخالفین کو بھی یہ ماننا پڑا۔ کہ ایک ایسے امام کی ماتحتی کے سوا چارہ نہیں۔ جو واجب الاطاعت ہو۔ وہ امیر المومنین مشورہ بے شک لے۔ مگر اس مشورہ کی پابندی اس کے لئے ضروری نہیں۔ پیغام والے جو ہمیں پیر پرستی کا الزام دیا کرتے ہیں۔ وہ اس اقتباس مندرجہ بالا پر غور کریں کہ بہم صدمات اٹھا کر ایک قوم کے فرزا نے اس نتیجہ تک پہونچے ہیں۔ جس پر ہم خدا کے فضل سے پہلے ہی قائم ہیں لیکن آپ لوگوں نے ناشکری کی اور خدا کی دی ہوئی نعمت کی قدر نہ کی۔ اب اس کا خمیازہ اٹھا۔نے کے لئے بھی تیار رہو۔

اخیر میں ہم یہ کہدینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ امیر المومنین تمہارے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ وہ ایسا ہی شخص ہو سکتا ہے۔ جسے خدا خود قائم کرے۔ اور مومنین کو خود بخود اس کی طرف جھکا دے۔ ان کے قلوب اس کے تقرر سے تسلی پا جائیں۔ روح القدس سے تائید یافتہ جس طرح بھی پر اپنی قوم کو چلائے۔ وہ نہایت مضبوط اور خوش انجام ہو اس کا نتیجہ نیک نکلے۔ دین حق اس سے تمکین پائے۔ خوف کو امن سے بدلا جائے۔ جیسا کہ آیت استخلاف سے ظاہر ہے۔ کہنے کو تو یہ کہدیا گیا ہے۔ کہ ایسے شخص کا تقرر عمل میں آئے۔ جس پر عامۃ المسلمین و سواد اعظم کا اطمینان ہو مگر دیکھنا یہ ہے کہ عملی رنگ میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے۔ ہم بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔ آپ لوگوں میں اسقدر فرقے ہیں اور اتنا تفرقہ ہے۔ کہ کبھی ایک شخص پر کبھی متفق ہو ہی نہیں سکتے۔ اور نہ کوئی ایسا شخص آپ میں موجود ہے۔ جو "قوت عمل اور ہمت کار" رکھتا ہو۔ اگر باور نہ ہو۔ تو تجربہ کر کے دیکھ لو۔ اگر ہماری بات مانو (نہ مانو گے تو خطا کھاؤ گے) تو اس کی ایک ہی تدبیر ہے۔ کہ پہلے اس حقیقی اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ جو خدا نے اس زمانے کے مامور کی معرفت ظاہر کیا۔ اس طرح پر تمہارے تمام تفرقے مٹ جائینگے۔ فرقہ بندی سے نجات پاؤ گے۔ سچے مومن اور صالح الاعمال ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ تمہاری تائید و نصرت میں ہو گا۔ پھر ایک شخص کے ہاتھ پر جمع ہونا تمہارے لئے آسان ہو گا۔ سامان ترقی تو سب موجود ہے۔ یعنی فرقہ بندیوں سے نجات دینے والا الٰہی سلسلہ بھی ہے۔ اس سلسلہ میں آیت لیستخلفنھم کے وعدہ الٰہی کی ماتحت امام و خلیفہ بھی موجود ہے۔ آپ اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ یاد رکھو۔ جیسے آپ کو یہ ماننا پڑا۔ کہ ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جس کی سربراہی میں اور زیر ہدایت ہمارے سب امور دینی اور دنیوی طے پائیں۔ اسی طرح آخر آپ کو اس بات پر بھی ایمان لانا پڑیگا۔ کہ احمدی جماعت کا مذہب ہی دین مرتضیٰ ہے۔ اور اسی کا خلیفہ اسلام کا خلیفہ اور مسلمانوں کو منازل ترقی طے کرنے والا امیر ہے۔ یہ بات یاد رکھو۔ تم نہیں تو تمہاری نسلیں

دیکھینگی۔ کہ جو میں نے کہا۔ وہ سچ ہے ۔

ترکی خلافت اور پیغام

شاید یہ امر بھی پیغام بلڈنگس کے "امیر قوم" کی کرامات کی صداقت کا نشان ہے۔ کہ آپ نے جس مضمون پر قلم اُٹھایا۔ آپ ہی کے حاشیہ نشین اور معتقدین اس کی تردید کرنے لگے۔ اور تردید بھی اخبار پیغام میں۔ ابھی پچھلے دنوں کا ذکر ہے۔ کہ جب امیر صاحب کی نوک قلم سے یہ پھول جھڑے۔ سلطان ترکی آیۃ استخلاف کی ماتحت خلیفہ ہے۔ تو نذر علی صاحب پشاوری نے پیغام میں مضمون لکھا کہ ترکی خلافت ہرگز آیۃ استخلاف کی ماتحت نہیں۔ اب منظور الٰہی صاحب اپنے امیر کی مدد کے لئے بڑھے ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ وہ بھی ثابت تو یہ کرنا چاہتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ لکھا۔ حضرت مسیح موعود کے مطابق لکھا۔ مگر قلم اس کے خلاف چلنے لگا ہے۔ چنانچہ آپ سب کچھ لکھ کر اخیر میں حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں:۔

"اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ روحانی خلیفہ ہوں یا ظاہری وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار ہیں"

بس یہی وہ سوال ہے۔ جو ہم نے کیا تھا۔ یعنی اگر سلطان ترکی آیت استخلاف کی ماتحت خلیفہ ہے۔ روحانی نہ سہی ظاہری ہی سہی۔ تو ساتھ ہی ماننا پڑے گا۔ کہ وہ کامل الایمان اور صالح الاعمال ہے۔ اور اس کا دین (عقائد مذہبی) پسندیدہ بارگاہ ربی ہے۔ کیونکہ آیۃ استخلاف کے ماتحت خلیفوں کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ ان کے عقائد صحیح ان کے اعمال صالح ہوں۔ اور جس دین پر وہ قائم ہوں۔ وہی پسندیدہ بارگاہ مولیٰ ہو۔ پس اگر حیات مسیح کا مشرکانہ عقیدہ اور حضرت مسیح موعود کا انکار کامل الایمان ہونے کا نشان ہے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کے ایمان کی خیر نہیں۔ اور اگر یہ عقائد فاسقانہ ہیں تو پھر سلطان ترکی آیت استخلاف کے ماتحت نہیں حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ حقانی خلیفے وہی ہیں جو متقی ایماندار۔ نیکوکار ہیں۔ اور یہ بات آپ (اہالیان پیغام) کے مسلمات سے ہے۔ کہ جو مسیح موعود پر ایمان نہیں لایا وہ کامل الایمان نہیں۔ پس سلطان ترکی اپنے موجودہ عقائد و اعمال کے ساتھ کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ روز بروز ترکوں کا قدم تباہی اور تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ بخلاف آیت و انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء)

ایک جرمن لیڈی اور ایک امریکن جنٹلمین کا اسلام
ویسٹ اینڈ ایسٹرن سٹڈیو میں لیکچر

ایک جرمن لیڈی کا اسلام اور اس کا خطبہ۔

جہاں ہمیں اپنے محدود ذرائع اور بظاہر دنیا کی نظر میں بے وجاہت ہونے کا اعتراف ہے۔ وہاں ہمیں اپنے مولا پاک کے فضلوں اور صداقت کے حامل ہونے پر فخر بھی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود کا بھیجنے والا خدا ہمارے کام خود بخود کر رہا ہے۔ اور مختلف اطراف عالم میں احمدیت کی اشاعت ہونے کے سامان ہو رہے ہیں۔ ذیل میں ایک تازہ نو مسلم جرمن خاتون کا خط درج کرتا ہوں۔ جو اس نے حضرت خلافت مآب سیدنا محمود کے حضور لکھا ہے۔ ہماری نئی نو مسلم بہن محمودہ کہلاتی ہیں:۔

بحضور حضرت امام جماعت احمدیہ

میرے مقدس ہادی۔ السلام علیکم۔ میں ایک جرمن عورت ہوں۔ میں برلن میں پیدا ہوئی تھی۔ اور ایک معزز خاندان کی لڑکی ہوں۔ شادی کے ذریعہ قومیت تبدیل کرنے اور انگلستان آنے سے قبل میں برلن کے ایک بنک میں کلرک کے طور پر کام کرتی تھی۔

یہاں خوش قسمتی سے میری احمدی مبلغین کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ اور مسیحیت و اسلام کا مقابلہ کرنے کے بعد میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور قرآن پاک کی تعلیم کو تثلیثی مذہب کے اصول سے بدرجہا افضل پاتی ہوں۔ میں خدائے واحد پر ایمان لائی۔ محمد رسول اللہ کی رسالت کی قائل ہوئی۔ اور حضرت احمد قادیانی کو اس زمانہ کا نبی یقین کرتی ہوں۔

میرے مقدس پیشوا! خدا سے دعا فرمائیں۔ کہ وہ ذات واحد مجھے خوشحالی۔ صلاحیت اور فارغ البالی کی زندگی عطا فرمادے۔ اور حضور یہ بھی دعا کریں۔ کہ یہ اجنبی ملک جس نے مسیحیت کا بہت تجربہ کر لیا ہے امن و صلح کے مذہب یعنی اسلام کو قبول کرے۔ اور بہ خوشی سے ہم آغوش ہو۔

حضور کی خادمہ۔ مرتھا محمودہ۔ ۲۴ / ۲

ایک امریکن کا اسلام

جزائر غرب الہند واقع امریکہ کے ایک نوجوان لندن میں اپنا تعلیمی کرتے ہیں۔ اور یونائیٹڈ افریقن برادرہوڈ کے ممبر ہیں۔ اچھے تعلیم یافتہ مہذب۔ سمجھدار آدمی ہیں۔ ان کو عزیز براؤن کے ذریعہ سے احمدی مبلغین سے ان کا تعارف ہوا۔ کئی ملاقاتوں اور مطالعہ لٹریچر کے بعد ہمارے دوست کے قلب پر نور اسلام نے اپنی ضو ڈالی۔ اور عیسائیت کی تاریکی اسلام کی روشنی سے تبدیل ہو گئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ ہمارے نئے دوست کا پہلا نام ہیوبرٹ روبی تھا۔ اسلامی نام ان کے شریف اطوار کو مدنظر رکھ کر شریف رکھا ہے۔ ہمارا دوست مشرقی بعید کی طرح رنگین اقوام سے تعلق رکھتا ہے۔ اور امریکن شہری ہے۔

مولوی فتح محمد سیال کا ایک لیکچر۔

ویسٹرن اینڈ ایسٹرن سٹڈیو میں جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ ۲۷۔ فروری کو حضرت چودھری صاحب کا لیکچر "محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم" پر مقرر تھا۔ وقت مقررہ پر فاضل مقرر لیکچر گاہ میں پہونچ گیا۔ اور مسز ایس ہال سمپسن نے بحیثیت میر مجلس احمدی مبلغ کا تعارف حاضرین سے کرا دیا۔ اور منجملہ دوسرے تعریفی الفاظ کے کہا۔

He is a well travelled missionary and an experienced lecturer. No greater ex-

pineed of Islam ... found to speak on ... teachings of the Ara... Prophet."
I hope you will ... his speech."

آج کا مقرر ایک قابل سیاح مبلغ اور تجربہ کار لیکچرار ہے نبی عرب کی تعلیم پر تقریر کرنے کے لئے اُن سے بہتر اسلام پر بولنے والا شخص ملنا محال ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں۔ کہ آپ لوگ۔ ان کی تقریر سے خوش ہونگے ؛

یہ تقریر ہوئی۔ خدا کے فضل سے خوب ہوئی۔ اور بلحاظ زبان و بلحاظ مضمون اس پایہ کی تھی کہ سخت سے سخت نکتہ چین بھی میرا ہم آہنگ ہو کر کہتا " آج کی تقریر فصیح موثر۔ دلچسپ۔ پُر مغز۔ اور مستورات کے سلسلہ طلاق کثرت ازدواج جیسے مسائل کو عمدہ و موزون و مدلل پیرایہ میں بیان کرنے کی خوبی سے آراستہ تھی۔ اور مقرر اس کامیابی پر ہر طرح کی مبارکباد کا مستحق ہے۔ چنانچہ تقریر کے بعد حاضرین میں سے ہر ایک نے زبان حال و قال سے اس کی تصدیق کی ؛

خلاصہ تقریر قرآن کریم کی تعلیم نے جو رواداری سکھائی۔ اور جس فراخ دلی اور وسعت قلب اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ اس کا ذکر کرنے اور یہ بتلانے کے بعد کہ محمد رسول اللہ سابقہ انبیاء کی تعلیم کا مصدق اور کامل مصلح ہے۔ قابل مقرر نے منو اور حضرت مسیح و موسیٰ علیہما السلام کے دیئے ہوئے قوانین کا اسلام کے جامع قانون سے مقابلہ کر کے دکھایا۔ اور آیات جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا اور ان اللہ یامرکم بالعدل الخ کی لطیف تشریح فرمائی۔ اللہ تعالےٰ کو تمام خوبیوں۔ نیک تحریکات و اعمال کا منبع ظاہر کر کے بعض جدید اعلیٰ خیالات۔ نام نئے مذاہب کے سطحی خیالات کا جن کے رو سے انسان پرستی کی تعلیم کو تقویت ہوتی ہے۔ رد کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے قول کے "مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ نیک تو وہ ذات ہے۔" کی وضاحت اور اصلیت ظاہر کی۔ اسقدر تقریر کے بعد اور سامعین کو متوجہ پاکر اُنہوں نے کہ خواہ کچھ بھی بیان کیا جائے۔ سوالات کثرت ازدواج۔ طلاق اور تلوار پر ہونگے۔ فاضل لیکچرار نے ان تمام مسائل پر ساکت کرنیوالے دلائل دیتے ہوئے خوب روشنی ڈالی۔ اور کہا۔ کہ مغرب عورت کو صرف بیوی کا درجہ دیتا ہے۔ مگر اسلام جو ہمیشہ اخلاقی تعلیم کو مدنظر رکھتا ہے۔ اُسے ماں قرار دیکر ادب و احترام اور عزت کے جذبات کو تحریک میں لاتا ہے۔ مرد تمام مطاعن کا نشانہ اور تمام مشکلات کے سامنے پڑا ہے۔ کیوں؟ اس لئے اس کی محدود ہلاکت نسل انسان کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔ مگر بنو آدم کی ماؤں کی ہلاکت بنی آدم کی ہلاکت ہے۔ یہی وجوہات ہیں۔ جو کثرت ازدواج کے جواز پر دال ہیں۔ نسل انسان کی تباہی کا ایک ذریعہ زنا ہے اس کی سزا اسلام نے قتل رکھی ہے۔ کیونکہ زانی قاتل ہے اور اس کی ہلاکت میں بنی آدم کی حفاظت ہے۔ عورت کی حیثیت قائم کرنے سے مصیبتوں اور تکالیف سے بچانے اور انسانی سوسائٹی کے لئے مفید عنصر ہونے کے لئے طلاق میں آسانیاں رکھی گئی ہیں۔

تقریر کے بعد چونکہ تمام سوالات کا جواب خود تقریر میں موجود تھا۔ اس لئے کسی نے بعد میں سوال کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ صرف ایک اینگلو انڈین افسر نے سوال کیا۔ ہندوستان میں تو عورت کو ادنیٰ حیثیت میں رکھتے اور مرد کے پیچھے پیچھے چلتے دیکھا ہے۔ یہ کیا بات ہے اس کا جواب پہلے مقرر نے دیا۔ اور ان کے بعد میں نے کہا کہ۔ " آپ کو معلوم ہو کہ ہم ایک اصلاح یافتہ اور اصل اسلام کو پیش کرنیوالی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اس حضرت احمد کی تعلیم کے مطابق عورت کو وہ حیثیت دیگئی ہے۔ جو اسلام کی تعلیم کے مطابق اسے حاصل ہے آپ نے ہندو اور دوسرے لوگوں کو دیکھا ہو گا "

متفرق تقریریں احمدیہ لیکچر ہال میں مولوی فتح محمد سیال کا ایک اور لیکچر " ارتقاء عالم اور انبیاء " پر ہوا۔ اور ایسا ہی مسٹر محمد سلمان نفیس کی ایک تقریر " آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بائبل میں " پر ہوئی۔ برادر سلمان نے اصل عبرانی بائبل سے حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو برکت دیئے جانے اور اسرائیل کے بھائیوں میں سے ایک موسیٰ کا سا نبی پیدا ہونے اور حضرت سلیمان کے محمدیم کی بشارت والی پیشگوئیاں پڑھکر حاضرین کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت حقہ اور پھر اس زمانہ کے نبی حضرت احمد علیہ السلام کی بعثت کی طرف توجہ دلائی۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں خاکسار سوسائٹی انٹرنیشنل فیلوشپ میں وائٹ آنرسبل لارڈ ہیڈلے کی تقریر سننے کے لئے گیا اور لارڈ موصوف کی تقریر کے بعد تبادلہ خیالات میں نمایاں حصہ لینے کے باعث مقرر کے شکریہ اور حاضرین کے تعارف کی عزت ہوئی۔ اور ایک امریکن سیاح۔ ایک انگریز فاضل کا اور ایک اعلیٰ طبقہ کی انگریز خاتون کو سلسلہ حقہ کا پیغام پہونچانے کا موقعہ ملا۔ ایسا ہی ہائیڈ پارک میں ایک فاضل مسیحی واعظ کے ساتھ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر دلچسپ مباحثہ ہوا ؛

پکا پٹھان کچا کرسٹان ۲۹۔ فروری کو اخویم محمد سلمان نفیس کی تقریر کے بعد کرنل کا کبرن صاحب نے جو حاضرین میں موجود تھے۔ مقرر کی تائید کی۔ اور فرمایا۔ کہ اس تمام تقریر سے اتفاق کرتے ہوئے میں حاضرین کو بتاتا ہوں۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اور میرا نام ابراہیم خان پکا پٹھان کچا کرسٹان ہے۔ کرنل موصوف ۱۰۰ برس کی عمر کے ہیں۔ اور لمبا فاصلہ طے کر کے لیکچر سننے آئے ہیں۔

احمدی ہوا باز ہندوستان کو احمدی احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ اخویم محمد عبد اللہ بالنسلے جو شاہی ہوا باز و میں ہیں۔ سعد سٹر بالٹسلے ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اپنے آقا و مرشد کی زیارت کا شوق ان کے قلب میں موجزن ہے۔ اخویم موصوف کے علاوہ مسٹر حسن گور مصری احمدی جو محکمہ ہوائی فوج میں لیڈر ایرکرفٹ کا عہدہ رکھتے ہیں۔ سلسلہ ملازمت میں دار الامان حاضر ہونے کے اشتیاق سے بیتاب ہیں۔ پس احمدی احباب جو خشکی و تری پر کام کرنیوالے بھائیوں کے واسطے دعائیں کرتے ہیں۔ اب سمجھ لیں۔ کہ بحری و بری لوگوں کے ساتھ ہوا میں اُڑنیوالے بھی ان سے دُعاؤں کے مستحق ہیں۔

گوڈ نائٹ فادر افریقن مسیحیوں کی ایک جماعت کو جو انگریزی وان سیاہ فام بھائیوں پر مشتمل تھی۔ تبلیغ کرنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت مسیح موعود کے پیغام کو ان لوگوں نے نہایت توجہ سے سُنا۔ اور جب خاکسار ان سے رخصت ہوا۔ تو سب نے یک زبان ہو کر نہایت ادب کے

کے لہجہ میں کہا۔ "گوڈ نائٹ فادر" لیبلک اللہ بالخیر یا ابت ⁂

نئے آدمی پہونچ گئے

اخویم بابو عزیز الدین صاحب اور خان صاحب نواب زادہ عبدالرحیم خان

خدا کے فضل سے کل ۱۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو مع الخیر لنڈن پہونچ گئے۔ ہر دو احمدی خادمان اسلام وکٹوریہ سٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہر دو نووارد عزیز خدا کے فضل سے اچھی صحت میں ہیں ⁂

حضرت مفتی صاحب

حضرت مفتی صاحب کا ایک بے تار برقی پیغام سندھ سے ایک خط ساحل کنیڈا سے اور دوسرا خط فلاڈلفیا سے آیا ہے۔ راستہ میں ان کو گو تلاطم کی وجہ سے تکلیف رہی۔ مگر خط لکھتے وقت اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اس تحریر کے ہندوستان پہونچنے سے بہت دیر قبل پیارا مفتی خیر و عافیت کے ساتھ کامیابی سے کام کرنے اور یہی دنیا میں سفید پرندے پکڑنے کی توفیق پائے۔ آمین ثم آمین

جواب استفتاء

۱۔ والدین کے حق میں اولاد کو دعائے مغفرت و رفع درجات ضرور کرنی چاہیئے ⁂

۲۔ غیر احمدی فوت شدہ کے لئے جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کی موت انکار اور غیر مصدق ہونے کی حالت میں ہوئی ہے۔ کسی احمدی کو (خواہ اس فوت شدہ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو) دعا نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اگر وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس قابل نہیں۔ کہ اس کے لئے کوئی مسلمان دعاء مغفرت اور شفاعت کرے تو اس کے لئے دعا کرنیوالا خطرناک غلطی کا مرتکب ہو اور خطرہ میں ہے۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قابل ہے کہ اس کیلئے دعا کی جاسکے تو اس کیلئے دعا نہ کرنیکی صورت میں ہم پر کوئی الٰہی مواخذہ نہیں کیونکہ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے۔ اور ہمیں شریعت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر کے رو سے وہ فوت شدہ شخص

کیفیت معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم

غیر احمدی مولوی صاحبان معراج جسمانی کے قائل ہیں اور احمدی جیسے کہ شروع سے بعض صحابہ اور محققین اسلام کا مذہب چلا آتا ہے۔ روحانی طور پر معراج کا ہونا مانتے ہیں۔ لیکن مخالفین ہمارے عقیدہ کو حسب عادت قرآن و حدیث و اجماع کے مخالف قرار دیتے ہوئے عوام الناس میں بدظنی پھیلانے کے لئے اکثر یہی مشہور کئے ہوئے ہیں کہ احمدی لوگ معراج کے بھی منکر ہیں ⁂

اس غلط فہمی کو دور کرنے اور اصل حقیقت معراج کی ظاہر کرنے کے لئے جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا ہے۔ ذیل میں اہل اسلام کے ایک مشہور و معروف محقق کا فیصلہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ جن کا نام نامی علامہ شمس الدین ابی عبداللہ محمد ابن عبدالملک المشہور بہ ابن قیم ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

کہ ابن اسحٰق نے عائشہ رضؓ اور معاویہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج رُوح کے ساتھ ہوا تھا۔ اور جسم مبارک مفقود نہیں ہوا تھا (موجود رہا تھا) اور حسن بصری سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ لیکن لازم ہے کہ درمیان اس کے کہ کہا جائے معراج خواب میں ہوئی۔ یا کہا جائے۔ کہ رُوح کے ساتھ بغیر جسم کے ہوئی۔ جو فرق ہے۔ اس کو معلوم کیا جائے۔ اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ عائشہ اور معاویہ نے یہ نہیں کہا کہ معراج خواب میں ہوئی۔ بلکہ انھوں نے کہا کہ رُوح کے ساتھ ہوئی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مفقود نہیں ہوا۔ اور ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ کیونکہ خواب دیکھنے والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ وہ مثالی رنگ میں وہی ہوتا ہے۔ جو بیداری کی حالت میں دیکھتا رہتا ہے۔ پس وہ دیکھتا ہے کہ آسمان پر چڑھ گیا یا کہ معظمہ یا دیگر اطراف زمین کی طرف چلا گیا۔ حالانکہ اس کی رُوح نہ آسمان پر چڑھتی ہے۔ نہ کسی اور طرف جاتی ہے۔ بلکہ خواب کا فرشتہ مثالی رنگ میں اس کو (یہ نقشے) دکھاتا ہے ⁂

قائلین معراج دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ رُوح کو جسم سمیت معراج ہوئی۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ رُوح گئی تھا جسم مفقود نہیں ہوا تھا۔ لیکن ایسا کہنے سے ان کا یہ مدعا نہیں ہے۔ کہ معراج خواب میں ہوئی۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ رُوح بذات خود اوپر آگئی تھی اور درحقیقت اس کو معراج ہوا۔ اور اس جنس سے ہل گئی جو مفارقت بدن کے بعد ہوتی ہے۔ اور اس کی حالت ویسی ہی ہو گئی۔ جیسی کہ بدن چھوڑ کر آسمان پر چڑھنے کے وقت ہو جاتی ہے۔ کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک جاتی ہے۔ یہاں تک ساتویں آسمان تک۔ اور خدائے عز و جل کے حضور میں جاکر ٹھہرتی ہے۔ پھر اس کو جیسے منشاء الٰہی ہوتا ہے۔ حکم کیا جاتا ہے۔ وہ زمین پر اُترتی ہے۔ تو شب معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اس کیفیت سے بھی جو رُوح کو بوقت مفارقت بدن حاصل ہوتی ہے۔ کامل تر تھی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ امر اس سے بالاتر ہے۔ جو کہ خواب دیکھنے والا دیکھتا ہے۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات فرق عادت کی شان رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ کا شکم چاک کیا گیا۔ اور اس سے آپ کو ذرا بھر درد معلوم نہ ہوا۔ تو آپ کی رُوح مقدس کو درحقیقت بغیر موت کا ذائقہ چکھنے کے معراج ہوئی لیکن سوائے آپ کے دوسروں کو اس طرح آسمان پر جانا نصیب نہیں ہو سکتا۔ مگر مرنے کے بعد اور مفارقت (جسد عنصری) کے بعد۔

پس جو ارواح انبیائے کرام کی وہاں ٹھہری ہوئی ہیں تو اپنے جسموں سے جُدا ہو جانے کے بعد ٹھہری ہوئی ہیں۔ حالانکہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح وہاں عین زندگانی میں چڑھ گئی۔ اور پھر واپس آگئی اور بعد وفات کے ارواح انبیاء کے ساتھ رفیق الاعلیٰ میں جاکر قیام پذیر ہوئی۔ باوجود اس کے [illegible] بدن مبارک کے ساتھ قرب و تعلق حاصل ہے۔ اس [illegible] ہر کہ جو کوئی آپ پر (روضہ نبوی میں جاکر) سلام عرض [illegible] ہے۔ تو سلام کا

جواب دیتے ہیں۔ اور اسی تعلق (روح و بدن) کی وجہ سے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور نیز ان کو چھٹے آسمان پر دیکھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ روح اسوقت موسیٰ کے ساتھ آسمان پر نہیں گئی۔ اور نہ لوٹ کر آگئی تھی۔ اور در اصل یہاں ان کے روح کا مستقر اور محل قیام تھا۔ اور ان کے بدن کا مقام محل قیام ان کی قبر تھی۔ اس دن تک کہ تمام ارواح اپنے اپنے جسموں میں لوٹ کر آجائیں۔ پس آپ نے ان کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ان کو چھٹے آسمان پر دیکھا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رفیق الاعلیٰ کے بلند مقام پر ہیں۔ اور وہیں ان کا قیام گاہ ہے۔ اور بدن آپ کا اپنی قبر میں موجود ہے) مفقود نہیں ہے۔ اور جب مسلمان آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ تو خداوند کریم آپ کی روح کو لوٹا دیتا ہے۔ تاکہ سلام کا جواب دے دیں۔ حالانکہ ملاء اعلیٰ سے جُدا نہیں ہوتے ہیں۔ جو شخص باعث موٹی سمجھ اور بھدی عقل کے اس کیفیت کے سمجھنے سے عاری ہو تو وہ سورج کی طرف دیکھے۔ کہ وہ خود تو کس بلندی پر ہے اور پھر اس کی تاثیر زمین پر نباتات اور حیوانات کی زندگی میں موجود ہے۔ اور روح کی شان تو اس سے اور اعلیٰ و برتر ہے۔ پس ارواح و ابدان کی شان نرالی ہے۔ لو دیکھئے۔ کہ آپ کس طرح اپنے مقام پر ہوتی ہے۔ اور اس کی حرارت دور بیٹھے ہوئے جسم میں پہونچتی رہتی ہے۔ اور جو رشتہ و تعلق روح اور جسم کے درمیان ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ قوی اور کامل و مکمل ہے۔ پس روح کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور لطیف تر ہے۔ ؎

گر دبیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

فصل۔ زہری کا قول ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو روحانی معراج ہوئی۔ بیت المقدس تک اور آسمان تک ایک سال ہجرت مدینہ سے پہلے۔

اور ابن عبد اللہ وغیرہ کا قول ہے کہ معراج اور ہجرت میں ایک سال دو ماہ کا فرق تھا۔ انتہیٰ۔ اور معراج ایک دفعہ ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ دو دفعہ ہوئی۔ ایک دفعہ بیداری میں اور ایک دفعہ خواب میں۔ اور ایسے لوگوں کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریک (راوی) کی حدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "پھر میں جاگ اُٹھا" اور دوسری ساری روایات متعلقہ کے درمیان اتفاق پیدا کریں اور ان لوگوں میں سے ہی بعض نے کہا ہے۔ بلکہ دو دفعہ ہوا تھا۔ ایک دفعہ وحی اُترنے سے پہلے اور شریک والی حدیث کے اندر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اسی دفعہ کے متعلق ہے۔ اور وہ معراج وحی کے شروع ہونے سے پہلے کا۔ اور دوسری دفعہ وحی کے بعد ہوا۔ جیسے تمام احادیث اسپر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض ہیں۔ جنہوں نے کہا کہ بلکہ تین دفعہ ہوا۔ یعنی ایک دفعہ قبل از وحی۔ اور دو دفعہ بعد اس کے۔ وکل هذا خبط۔ وهذہ طریقۃ ضعفاء الظاهریۃ۔ اور یہ سب پاگل پنے کی باتیں ہیں۔ اور فرقہ ظاہریہ کے ضعیف الرائے علماء کا طریق ہے۔ ارباب النقل کا دستور ہے۔ کہ جب کسی قصہ میں کوئی لفظ دیکھتے ہیں۔ جو بعض روایات کے سیاق کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے ایک علیحدہ واقعہ قرار دے لیتے ہیں۔ پس جسقدر روایات ان کو مختلف پہونچیں۔ اسی قدر انہوں نے واقعات قرار دے لئے۔

والصواب الذی علیہ ائمۃ النقل ان الاسراء کان مرۃ واحدۃ بمکۃ بعد البعثۃ ویا عجبا لهؤلاء الذین زعموا انہ مرارا کیف ساغ لهم ان یظنوا انہ فی کل مرۃ تفرض علیہ الصلاۃ خمسین ثم یتردد بین ربہ وبین موسیٰ حتی تصیر خمسا ثم یقول امضیت فریضتی وخففت عن عبادی ثم یعیدها فی المرۃ الثانیۃ الی خمسین ثم یحطها عشرا عشرا وقد غلط الحفاظ شریکا فی الفاظ من حدیث الاسراء ومسلم اورد المسند منہ ثم قال فقدم واخر وزاد ونقص ولم یسرد الحدیث فاجاد رحمہ اللہ۔

دیکھو کتاب زاد المعاد جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۵ فصل بحث المعراج النبوی صلے اللہ علیہ وسلم۔

اور صحیح واقعہ جسپر ائمہ نقل کا اتفاق ہے یہ ہے۔ کہ معراج ایک ہی دفعہ مکہ میں بعثت سے پہلے ہوئی۔ اور تعجب ہے۔ ان لوگوں پر جن کا گمان ہے کہ دو دفعہ ہوئی۔ ان کو ایسا گمان کرنے کا امکان کہاں سے ہوا۔ کہ ہر دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر خدا اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان رد و کد ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ پھر خدا نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنا حکم کردیا۔ اور پھر عبادت میں تخفیف کردی۔ پھر دوبارہ ان کو پچاس ٹھہراتا ہے پھر ان کو دس دس کر دیتا ہے۔ پس معراج کی حدیث میں حفاظ حدیث کو غلط فہمی ہوگئی۔ مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں داخل کر کے کہا ہے کہ اس (شریک) نے آگے پیچھے اور کمی بیشی کردی ہے۔ اور اس نے حدیث کو مسلسل نہیں کیا اور اچھا کیا۔ خدا ان (مسلم) پر رحمت نازل کرے۔

علامہ ابن القیم کی مذکورہ بالا تقریر سے جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کی نفی واضح طور پر ثابت ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی مسیح علیہ السلام کے جسمانی رفع الی السماء کی نفی کے لئے بھی یہ ایک بین شہادت ہے خصوصاً علامہ موصوف کا یہ فقرہ فالانبیاء انما استقرت ارواحهم هناك بعد مفارقتها الابدان۔ کہ آسمان پر جو انبیاء ہیں۔ وہ ان کی ارواح ہیں۔ جو اپنے اجسام سے جدا ہو جانے کے بعد وہاں ٹھہری ہوئی ہیں۔

قابل غور ہے۔

یہاں پر ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ معراج کی حدیثیں جن سے عام سطحی خیالات کے علماء رکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج پر اجماع و اتفاق ہے اور جن میں صاف طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صعود الی السماء کا ذکر بھی مکرر سہ کرر مروی ہے۔ لیکن علامہ ابن القیم نے ان کی کثرت کی پروا نہ کر کے اصل حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ در حقیقت معراج روحانی ہی تھی۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ تاہم ہمارے مخالفین اسپر حد سے زیادہ اصرار کرتے ہیں۔ اور محض نزول کی ایک دو حدیثوں پر قیاس کر کے رفع مسیح بجسدہ العنصری کے عقیدہ کو حق بجانب مانتے ہیں۔ اول تو مخالفین ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ رفع و نزول مسیح کی احادیث معراج والی حدیثوں سے تعداد و صحت میں زیادہ ہیں۔ اور پھر اگر وہ ثابت بھی

کردیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم بھی ان پر یہی فتوے نہ دیں جو کہ علامہ ابن القیم نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے سوا دوسرے انبیاء کی بابت دیا ہے کہ آسمان پر انبیاء کرام کے جسد عنصری سہرے سے جا ہی نہیں سکتے بلکہ وہاں پر ان کے ارواح ہی ہیں۔

ومن سواہ لا ینال بذات روحہ الصعود الی السماء الا بعد الموت والمفارقۃ فالانبیاء انما استقرت ارواحھم ھناک بعد مفارقۃ الابدان وروح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صعدت الی ھناک فی حال الحیات۔

دیگر واضح ہو۔ کہ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت مسئلہ معراج حنفی علماء کے نزدیک شاید معتبر ہو یا نہ ہو۔ لیکن اہل حدیث کے نزدیک قرآن کے منقولات کا جو اعتبار ہے۔ وہ باخبر اصحاب سے مخفی نہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت اور جوش تعصب میں وہ یا تو ایسی بین اور مشہد علیہ شہادت سے دیدہ ودانستہ اغماض کر کے حق پوشی کے مجرم بننے سے بھی نہیں چوکتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ہدایت سے روکتے ہیں۔ یا خدا نے ان سے قوت ادراک کو سلب کر دیا ہے۔ کہ وہ ان حقائق ومعارف کو سمجھ سکتے ہی نہیں۔ یا یہ کہ تحقیق حق سے وہ اسقدر دور اور جہالت کے قعر میں اسقدر چور ہیں۔ کہ ان کو اپنے مسلمہ بزرگان دین ومحققین کی تحقیقات کا علم ہی نہیں۔ باوجود ایسی کم علمی اور جہالت کے وہ عوام میں اپنی فضیلت اور ہمہ دانی کا سکہ بٹھا کر ہمارے مقابلہ کی جرأت کرتے ہیں۔ اور الٹا ہمارے عقائد کو مخالف قرآن وحدیث واجماع مشہور کرنے سے نہیں ٹلتے۔ خداوند کریم ان کو قبول حق کی توفیق بخشے۔ آمین

خادم حسین ۔ کلکتہ ۔ ۳- اپریل ۱۹۳۰ء

الفضل کے متعلق

دو باتوں کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ ایک اس کی توسیع اشاعت دوم اس سلسلہ کے کاروباری احباب اس میں اپنے اپنے اشتہار چھپوائیں ۔

پیغام کو پیغام

از چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ ایم۔ اے

مبلغ اسلام از لنڈن

پیغام کے ایک نمبر میں ووکنگ کی طرف سے ایک نہایت بھیر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ ہماری عید ووکنگ کی طرح با رونق نہیں ہوتی جس سے اس بات کا نتیجہ نکالنے کی عبث کوشش کی گئی ہے۔ کہ ہمارے ساتھ لوگ کم ہیں۔ حالانکہ یہ محض دھوکہ ہے ووکنگ کی عید پر آنے والے لوگ مختلف قسم کے غیر احمدی مسلمان ہیں۔ جنہیں طلباء اور تجار وغیرہ اور ان کے انگریز دوست شامل ہوتے ہیں۔ جو اکثر بطور تماشائی چلے جاتے ہیں۔ اسکا یہ ہرگز مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ لوگ آپ کی تبلیغ سے مسلمان شدہ مسلمان ہیں۔ بعض ان میں ایسے انگریز مسلمان ہیں۔ جو میاں "دوست محمد" کی پیدائش سے بھی پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ اس لئے ایسے لوگوں کا ووکنگ میں آنا کسی طرح آپ لوگوں کی تبلیغی کوشش کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن ہمارے ہاں جو لوگ آتے ہیں وہ بفضلہ تعالیٰ ہماری تبلیغی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ خواہ انگریز لوگ ہوں یا ہندی یا افریقی ۔

افریقہ کے جو لوگ ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں وہ پہلے عیسائی تھے۔ اس لئے ان کا اسلام لانا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک انگریز کا۔ یہ افریقی پڑھے لکھے اور باحیثیت لوگ ہیں۔ اور عنقریب ان کے فوٹو مع حالات کے شائع کئے جائینگے ۔

ہمارے ساتھ علاوہ ان افریقیوں اور ہندیوں کے انگریز ستّر[1] کی تعداد سے زیادہ موجود ہیں۔ عنقریب ایک کانفرنس کر کے ان کا فوٹو بھی شائع کیا جائیگا۔ نجّے تمہی کو ہمیشہ الٹی سوجھتی ہے۔ ووکنگ میں تبلیغی کام قریباً بند ہے۔ اس لئے ہم سے لڑائی چھیڑ دی ہے۔ آپکے مطالبہ کے مطابق ہم ۷۰۔ انگریز دوستوں کے نام مع پتہ کے شائع کر دینگے۔ آپ ایسا کریں۔ کہ پہلے دو سو ایسے انگریز لوگوں کا پتہ شایع کریں۔ جو آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے ہوں۔ یہ دو سو کا دعوےٰ ۲ سال سے چلا آتا ہے اس حساب تو قریباً چار سو تک کی تعداد ہو چکی ہوگی۔ یا ایک اور سہل طریق ہے۔ برادرم عبدالرحیم صاحب۔ اگر میں اگست ۱۹۱۸ء میں ولایت آئے۔ آپ لوگ بھی اسی ماہ میں لنڈن میں پہونچ گئے تھے۔ اس وقت اس عرصہ کی تعداد شایع کر دینی چاہیئے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہمارا کام روزانہ اللہ کے فضل سے بڑھ رہا ہے۔ اور آپ لوگوں کا گھٹ رہا ہے۔ اس لئے آخری چھ ماہ میں فرق نمایاں ہے جس سے صاف فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ کی باقی بکواس اور ہنسی کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیدیا ہے۔ مفتی صاحب یہاں نہایت کامیابی سے کام کر کے امریکہ پہونچ گئے ہیں۔ مسجد کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا کر دیا ہے۔ اس لئے ہم خاموش ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ لوگوں کے حملوں کی تغلیط کر رہا ہے۔

اب میں اس مضمون کو طویل نہیں کرنا چاہتا۔ اور اپنے دوستوں کو دو باتیں بتلانی چاہتا ہوں۔ ایک عقل کی۔ اور دوسری راز کی۔ عقل کی بات یہ ہے۔ کہ آپ لوگوں کے اعتراضوں سے ہمیں نہ کبھی نقصان ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ ظاہر ہے۔ کہ ہمارے مشن کی امداد کرنے والی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس پر آپ لوگوں کے اعتراضوں کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ لہذا کسی نقصان کا احتمال نہیں۔ لیکن آپ لوگوں کی بہبودی غیر احمدیت یا بقول آپ کے "غیر از جماعت" لوگوں کی مدد پر منحصر ہے۔ جو متلون مزاج اور متفنن طبع لوگ ہیں۔ اور عنقریب آپ دیکھیں گے کہ آپ کا گھٹتا ہوا چندہ بالکل گر جائے گا۔ ہم لوگ ارادتاً ایسی باتوں کو نہیں چھیڑتے۔ لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا۔ راز کی بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری مدد میں ہے۔ جب آپ ہمارے خلاف مضمون لکھ رہے تھے۔ اور ہماری مسجد پر ہنسی کر رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت میں مسجد کی تحریک کر دی۔ آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر جنوری تک تیس ہزار جمع ہو چکا ہے[2] اور ایک لاکھ کی تجویز ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپکی مسجد سے اچھی مسجد اور مکان لنڈن کے قریب میں اعلائے کلمۃ الحق

[2] قریباً ستّر ہزار جمع ہو چکا ہے ۔

مسیح محمدی کا ایک معجزہ

(۱)

خدا کے محبوب رسلین کرام دنیا میں خدائی طاقت و قوت سے کام کرتے ہیں۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ بیماروں کو چنگا کرنا۔ ان کی رُوحانی توانائی کا پہلا کام ہے۔

(۲)

اوّلین و آخرین کا تاجدار۔ کون و مکان کا آقائے نامدار

"پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"

اعلیٰ و بالا طور پر رُوحانی فیوض میں سب سے بڑھ کر ہے بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ تمام ربانی فیوض کا سرچشمہ ہے۔

وکل اٰیٍ اتی الرسل الکرام بھا
فانما اتصلت من جھتہ بھم

تمام نشانات جو رسل کرام کے مبارک ہاتھوں پر ظہور پذیر ہوئے۔ وہ دراصل محمدی سرچشمہ سے ظاہر ہوئے کیونکہ ذات محمدی آفتاب ہے۔ اور دیگر انبیاء چاند تھے۔

(۳)

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر ہمارے ہادی و رہبر حضور احمد قادیانی علیہ السلام نے بھی محمدی سرچشمہ سے فیضیاب ہو کر ایک عالم کو سیراب کیا۔ اندھوں کو آنکھیں بہروں کو کان۔ لُولوں۔ لنگڑوں کو صحت مدت کے بیماروں کو شفا اور کامل شفا بخش کر اپنی مسیحائی عالم آشکار فرمادی

(۴)

چودہری عمر بخش صاحب ساکن سونگ ضلع گوجرات جن کی عمر اس وقت ۵۰ سال کے قریب ہے۔ اور جو ایک پُرانے احمدی ہیں بیان کرتے ہیں:-

کہ میں مدت سے مریض تھا۔ ہمیشہ میرے پیٹ میں تلی بڑھی رہتی تھی۔ جب میں حضور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضور نے بعد عصر مجھے بیعت میں لیا۔ تو بعد بیعت میں نے عرض کیا کہ حضور۔ میرے پیٹ میں تلی ایک مدت سے بڑھی ہوئی ہے۔ میں نے کرتہ اٹھا کر اپنا پیٹ بھی دکھایا۔ حضور مسیح موعود نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے عرض کیا حضور دعا فرماویں۔ میرا یہ مرض جاتا رہے۔

حضور مسیح موعود نے اپنے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھائے دُعا ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ میرا مرض بالکل جاتا رہا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ میرے پیٹ میں سے تلی کوئی نکال کر لے گیا ہے۔ مجھے بالکل آرام ہو گیا۔ اور اس دن سے پھر آج تک کبھی یہ مرض مجھے نہیں ہوا۔

(۵)

دیکھنے والے دیکھیں۔ سننے والے سُنیں کہ مسیح محمدی کے ہزار ہا معجزات میں سے یہ بھی ایک ثابت شدہ معجزہ ہے۔ جو کہ چودہری عمر بخش صاحب مذکور نے ۲- اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو بمقام سونگ گیارہ اشخاص کی موجودگی میں بیان کیا۔

اے اہل نظر دیکھو اعجاز مسیحائی
مدت کے مریضوں نے دم بھر میں شفا پائی
دربار مسیحا میں با عجز و نیاز آؤ
للہ ذرا چھوڑو خود بینی و خود رائی

ابو محمد محفوظ الحق علمی قادیان

دوسری قسط چندہ مسجد لنڈن

(از جناب خان صاحب محمد ذوالفقار علیخان صاحب رامپوری)

پچھلی مرتبہ میں نے وعدہ تو مزید کیا تھا کہ اگلے پرچے میں دوسری قسط پیش کروں گا۔ مگر قلم تو کہاں انتشار روح کے اشتعال خود ایسا مجبور رہا۔ کہ نثر سے بھی قاصر رہا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہوگا کہ یہ کوشش بارآور ہوئی کہ نہیں۔ اور چندہ دینے والوں کے دل میں گدگدی پیدا ہوئی کہ نہیں۔ مگر احمدی قوم کے صدق اخلاص اور سعی پیش سے مجھے تو یقین ہے کہ سید شریف شاہ صاحب کی پاک مثال اور نمونہ وفا نے ملکوتی صفات انسانوں میں ضرور تحریک کی ہوگی۔ بہادر ساگر چند صاحب نے تو مجھے لکھا ہے کہ مجھ پر اس ایثار نے بہت اثر کیا۔ اکو

میرا اسلام شوق سید نوجوان کو پہونچا دینا۔

سید شریف شاہ صاحب کی پاک مثال کے بعد اب میں دوسرے پُرجوش قابل قدر نوجوان مرزا یٰسین بیگ صاحب کی سخاوت اور وفا شعاری کی داستان سناتا ہوں اپنی بیتی مزہ کی ہوتی ہے۔ یہ ہونہار عالی ہمت ۳۰ روپیہ ماہوار آمدنی پر گذر کرتا ہے۔ مسجد لنڈن کے لئے اس کا تمام سامان خانہ داری بجز ضروری اشیاء زندگی کے پیش کر دینا جس ہمت و وفا کا پتہ دیتا ہے۔ اس کی قدر ان سے پوچھو۔ جنہوں نے اس کوچہ کی خاک چھانی ہے۔

تفصیل چندہ یہ ہے:-

نقد خشہ ۔ گھڑ اسپی ۔ لحاف ۔ دوہتی ۔ پلنگ کوٹ ۔ واسکٹ ۔ بوٹ ایک جوڑا ۔ نکر ۔ سوئی دستانہ ایک جوڑا ۔ وغیرہ

نظم

یٰسین بیگ تجھ پہ خدا کا کرم رہے
سو کوس تجھ سے دُور ہر اک رنج و غم رہے

راہ خدا میں تو نے دکھایا وہ حوصلہ
جس حوصلے کے سامنے حاتم بھی کم رہے

دو چار ہی نے ساتھ دیا تیرا دوڑ میں
افسوس آن پہ ہے جو چلے اور تھم رہے

تجھ کو ملیگا اجر عظیم اس کا اے عزیز
تیرا عروج دیکھیں گے زندہ جو ہم رہے

قرب خدا میں تجھ کو ترقی ہو رات دن
تو راہ عشق و صدق میں ثابت قدم رہے

باب کرم کھلا رہے تیرے لئے سدا
انعم تری طرف سے اُدھر سے نعم رہے

اہل وفا کی تیرے لئے ہے یہی دُعا
تو خوش نصیب و صاحب جاہ و حشم رہے

تجھ پر خدا کا سایۂ رحمت رہے مدام
تو موردِ عنایت و لطف اتم رہے

ہر ابتلاء و رنج و مصیبت ہو تجھ سے دُور
جب تک رہے جہاں رہے ۔ بے رنج و غم رہے

گوہر کی آرزو ہے ترا نام و ذکر خیر
زینت دہ فسانہ و حسنِ رقم رہے

(بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳)

کر بیں ثابت کردیں ۔ کہ وہ شاہد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آیا ۔ اور خدا تعالیٰ نے ہندوستان سے جو تمام مذاہب کا جولانگاہ بنا ہوا ہے ۔ اس کو کھڑا کیا ۔ تاکہ آپ کے نام کو روشن کرے ۔ اور آپ کی صداقت کا ثبوت دے ۔ اور وہ مرزا صاحب تھے ؛

اس کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود ؑ کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کے متعلق چند واقعات سنائے ۔ اور پھر اس بات کی تردید فرمائی کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں یا جھوٹے تھے یا غلطی خوردہ تھے ۔ یا مجنون تھے ۔ بلکہ سچے اور راستباز تھے ۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو رسول کریم ؐ کی صداقت اور اسلام کی خدمت کے لئے کھڑا کیا تھا ۔ اسکے بعد حضور نے مختصر طور پر ان خدمات کا ذکر فرمایا ۔ جو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے متعلق کی ہیں ۔ اور جو اب آپ کی جماعت کر رہی ہے ۔ اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا ۔ ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھی بھیجدیا ہے ۔ جسے تا حال تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ اور اسے روک دیا گیا ہے ۔ لیکن ہم امریکہ کی روکاوٹ سے رُک نہیں جائیں گے ۔ امریکہ جیسے طاقت ور ہونے کا دعویٰ ہے ۔ اسوقت تک بیشک مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا ۔ اور انہیں شکست دی ہوگی ۔ رُوحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا ۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا ۔ کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا ۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے ۔ ہم امریکہ کے ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کرینگے ۔ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے ۔ اور ان کو امریکہ نہیں روک سکیگا ۔ اور ہم امید رکھتے ہیں ۔ کہ امریکہ میں ایک دن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ کی صدا گونجیگی ۔ اور ضرور گونجیگی ؛

اس کے بعد حضور نے بتایا ۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں ۔ سکھوں ۔ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے متعلق ایسے ایسے زبردست دلائل اور ثبوت اپنے پیرووں کو دیئے ہیں ۔ کہ جن سے کام لینے پر کامیابی یقینی ہے ۔ اور ہم کامیاب ہو رہے ہیں ۔

آخیر میں حضور نے حاضرین سے اپیل کی ۔ کہ آپ لوگ اس شہر کے رہنے والے ہیں ۔ جہاں حضرت مرزا صاحب سات سال تک رہے ہیں ۔ یہاں ان سے ملنے والے اور ان سے واقف کئی لوگ موجود ہیں ان سے دریافت کریں ۔ کہ مرزا صاحب کیسے آدمی تھے ۔ انہیں اسلام سے کس قدر محبت تھی ۔ اور پھر دیکھو کہ ان کی بنائی ہوئی جماعت اسلام کی خدمت کس طرح کر رہی ہے ۔ کیا آپ لوگوں کے دل میں شوق نہیں پیدا ہوتا ۔ کہ آپ بھی اسلام کی خدمت کریں ۔ اور ویسے ہی اسلام کے فدائی بنجائیں ۔ جیسے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے لوگ ہیں ؛

حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں خدا کی بڑی نعمت ہیں ۔ ان کو رد کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ۔ یہ دنیا چند روزہ ہے ۔ اگر اس میں آخرت کا خیال نہ کیا گیا تو سمجھ لو ۔ کہ خدا کی کس قدر ناراضگی کے مورد ہوگے ۔ پس خدارا اپنی حالت پر رحم کرو ۔ اور اگر اپنی حالت پر رحم نہیں کرتے ۔ تو اسلام پر ہی رحم کرو ۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ ۔ تاکہ اسلام نے جس طرح پہلے دنیا میں غلبہ پایا تھا ۔ اسی طرح اب بھی پائے ۔ اور دنیا کے چاروں کونوں تک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کی آواز گونجنے لگے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی یہ تقریر ۲ گھنٹے کے قریب ہوئی جسے حاضرین نے پوری توجہ اور غور سے سُنا ۔ حاضرین کی تعداد کا اندازہ تین اور چار ہزار کے درمیان لگایا گیا ۔ جنمیں شہر کے معززین ۔ سرکاری اعلیٰ عہدہ دار ۔ وکلاء بیرسٹر اور تعلیم یافتہ لوگ اور غیر مذاہب کے آدمی بھی موجود تھے ۔ اور جلسہ گاہ جو کافی وسیع تھی ۔ بھری ہوئی تھی ۔ غرض نہایت کامیاب لیکچر ہوا ۔ الحمد للہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)